محبت کی آخری کہانی

تحریر: سہیل احمد لون

پیار، محبت اور عشق جذبات کی مختلف کیفیات کا نام ہے۔ پیار کسی وقت کسی بھی شخص یا چیز پر آ سکتا ہے، یعنی کوئی بھی انسان، حیوان یا شئے ہمیں پیاری لگ سکتی ہے۔ پیار کا جذبہ جب شدید ہو جائے تو وہ محبت کا روپ دھار لیتی ہے۔ تقدیس محبت کی اپنی ہی ایک لذت ہوتی ہے، یہ وہی محسوس کرتا ہے جس کے دل پر چوٹ لگے۔ زندگی میں محبت نصیب ہو جائے تو زندگی حسین ہو جاتی ہے۔ زندگی جو ایک پر سکون ندی ہے، زندگی جو ایک عظیم مشن ہے جس میں دو روحوں کا ملاپ وہ حسین رنگ ہے جس سے وہ رشک جنت بن جاتی ہے۔ دو دلوں کا اعتماد مل جائے تو وہ نئی حسین شئے جنم لیتی ہے جسے پاکیزہ محبت یا آثارِ محبت کہتے ہیں۔ وہ محبت جو آسمانوں کی بلندیوں سے بلند اور حوروں کے تصور سے بھی زیادہ پاکیزہ ہوتی ہے۔ محبت کی تھوڑی سی اور وضاحت کرنا چاہوں گا۔ لفظ ''محبت'' میں چار حروف استعمال ہوتے ہیں۔ فرض کریں اگر کسی انسان، جانور یا شئے کا سر اور پاؤں کاٹ دیں تو وہ جاندار یقیناً زندہ نہیں رہ سکے گا، اور بے جان شئے اپنی اصل ہیت برقرار نہیں رکھ پائے گی۔ لیکن لفظ محبت پر ذرا غور کیجیے۔ اس کا سر یعنی ''م'' اور دم ''یعنی'' ت" کاٹ بھی دیں تو ''حب'' باقی رہ جاتا ہے۔ جس کے معنی بھی پیار اور محبت کے ہیں۔ یعنی یہ ایسا جذبہ ہے جسے کوئی ختم بھی کرنا چاہے تو ختم نہیں ہو سکتا۔ جب محبت کو امر کرنا ہو تو اس شخص سے بچھڑ جاؤ جسے چاہت کی آخری حدوں تک چاہا ہو۔ اس سے بچھڑنے کا بھی اپنا ایک حسن ہوتا ہے، اپنا ہی ایک الگ مزہ ہوتا ہے۔ جدائی کی میٹھی میٹھی کسک زیست کے آخری لمحات تک ہمارے ساتھ رہتی ہے۔ نارسائی کا کرب ہمیں اکثر کچوکے لگاتا ہے۔ یوں وہ شخص کبھی نہیں بھولتا کہ کبھی اُس نے محبت کی تھی۔ چاندنی راتوں میں پھولوں کے بیچ چلتے ہوئے بھی اس شخص کی مخصوص خوشبو ہمارا تعاقب کرتی ہے۔ خزاں رسیدہ پتوں پر پاؤں رکھتے ہوئے بھی اس کے ہجر کے نوحے سنائی دیتے ہیں۔ وہ کسی لمحے ہم سے جدا نہیں ہوتا، ہر وقت سائے کی طرح ساتھ رہتا ہے۔ جسے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے چاہا جائے اور وہ داغ مفارقت دے کر چلا جائے تو زیست بے معنی سی لگنا شروع ہو جاتی ہے۔ جدائی کا غم ساتھ گزارے ہوئے حسین لمحات کی یادوں کے سہارے کسی حد تک کم تو کیا جا سکتا ہے مگر غم تنہائی سے چھٹکارا اس وقت تک ناممکن ہوتا ہے جب تک سانسیں چلتی رہتی ہیں۔ محبت میں جنون کا عنصر شامل ہو جائے تو یہ عشق کا روپ دھار لیتی ہے۔ عام انسان دماغ سے سوچتا ہے، دل سے مشورہ کرتا ہے اس کے بعد عمل کرتا ہے۔ عشق دل سے شروع ہوتا ہے اور دل پر ہی ختم ہو جاتا ہے، عشق میں دماغ اور عقل کی کوئی جگہ نہیں ہوتی، عاشق جنونی ہوتا ہے اور جنونی دل کی مانتا ہے، دل کی سنتا ہے، دل سے دیکھتا ہے، دل سے مشورہ کرتا ہے، دل ہی فیصلہ کرتا ہے، عشق میں کیے گئے کسی بھی فیصلے پر کبھی پشیمانی نہیں ہوتی۔ عشق میں کچے گھڑے پر تیرنے میں خوف کی بجائے لطف آتا ہے، مجنوں بن پر پتھر کھانے میں عشق کا جنون اور بڑھتا ہے۔ پیار، محبت اور عشق کی داستانیں اور قصے ہر دور میں ہی دیکھنے اور سننے میں آتی رہی ہیں۔ اکثر جنس مخالف سے محبت کا انجام جدائی یا رسوائی پر ہوتا ہے، اگر شادی ہو جائے تو پھر محبت کا ہی انت ہو جاتا

ہے۔آج اگر ہم بڑھتی ہوئی طلاقوں کی شرح کو دیکھیں تو اس میں اکثریت محبت کی شادی کرنے والوں کی ہی ہوگی۔اس کے باوجود کچھ ایسی مثالیں بھی موجود ہیں جن کی محبت لازوال بھی ہے اور شاندار بھی۔

میرے خسر جناب مبارک احمد ناصر مرحوم اور خوش دامن محترمہ آصفہ طلعت مرحومہ نے محبت کے تقدس کو شادی کے بعد بھی پامال نہیں ہونے دیا بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ خاندان میں ایک مثالی جوڑے کی حیثیت اختیار کر گئے تھے۔انہوں نے ازدواجی زندگی کی 36 بہاریں ایک ساتھ منائیں۔31 دسمبر کی شب علالت کے باعث محترمہ آصفہ طلعت 54 برس کی عمر میں داغ مفارقت دے کر دنیا سے رخصت ہوگئیں۔یکم جنوری کو کیلنڈر پر سال ہی نہیں بدلا بلکہ مبارک احمد کی زندگی اہلیہ کو لحد میں اتارنے کے بعد یکسر بدل گئی۔انہوں نے اپنے بچوں کو حوصلہ دیا اور اپنے دل کو یہ کہہ کر تسلی دی کہ محبت امر کرنی ہو تو اس شخص سے بچھڑ کر اتنے دور چلے جاؤ کہ دوبارہ مل نہ پاؤ۔اگر معاملہ محبت سے بڑھ کر سچے عشق تک پہنچ جائے تو پھر انسان کی عقل پر عشق کا جنون غالب آجاتا ہے۔مبارک احمد کے پانچ بچوں کی محبت کے سامنے بیوی کا عشق زیادہ طاقتور ثابت ہوا۔تین ہفتوں کے بعد وہ پہلی بار اپنی اہلیہ کی قبر پر گئے، اپنی جان سے بھی پیاری کی قبر نے قلب پر کچھ ایسا اثر کیا کہ وہ اپنا دل تھام کر بوجھل قدموں سے قریبی مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے چلے گئے۔جہاں دوسری رکعت میں حرکت قلب بند ہونے سے زمین پر گر گئے۔کارڈیالوجی ہسپتال میں ڈاکٹروں نے 9 روز تک بھرپور کوشش کی مگر عشق کا جنون بازی لے گیا۔محترم مبارک احمد ناصر کو بیوی کے پہلو میں دفن کردیا گیا۔اکثر کہا جاتا ہے کہ مرنے والے کے ساتھ مرا نہیں جاتا، مگر عشق کے جنون میں یہ بات بھی غلط ثابت ہوتی ہے۔عشق اور جنون میں انسان کو اپنی عزت، مال، اور جان کی پرواہی نہیں ہوتی۔جب تک جناب مبارک احمد اور محترمہ آصفہ طلعت زندہ تھے ہمیشہ ساتھ ساتھ رہے، ایک دنیا سے رخصت ہوا تو دوسرے نے شاید اس لیے پیچھے جانے کی جلدی کی کہ کہیں قبر کی جگہ دور نہ ہو جائے۔خوش قسمتی سے مبارک احمد مرحوم اپنی اہلیہ کے پہلو میں ہی دفن کیا گیا۔

یہ کہانی تو میرے گھر کی ہے جس کے تمام کرداروں سے میں بخوبی واقف ہوں۔محبت کا آغاز اور انجام بخیر میرے سامنے ہوا' لیکن دوسری طرف دم توڑتے اس سماج میں فیملی سسٹم اور رشتوں کا تقدس پامال ہو رہا ہے۔بُری معیشت نے خونی رشتوں کو بھی بدل کر رکھ دیا ہے اور ہم پیار کہ رشتے ڈھونڈ رہے ہیں۔حالانکہ ہماری ابتداء محبت ہمارا خاندان ہی ہوتا ہے لیکن ایک خاندان ہمیں فطرت کی طرف سے بنا بنایا ملتا ہے اور دوسرا ہم خود بناتے ہیں۔دونوں کی اہمیت اپنی جگہ معتبر ہے۔ملک میں پیارے، محبت کے ٹوٹتے ہوئے رشتوں کے بارے لکھتے لکھتے تھک گئے تھے کہ مجھے اس سانحے سے دوچار ہونا پڑا۔میں نے محبت کا ایک سفر آغاز سے تکمیل تک اپنی آنکھوں سے دیکھا۔سچا کہا ہے کسی نے کہ ''ہر پیدا ہونے والا بچہ اس بات کا اعلان ہے کہ اللہ ابھی انسان سے مایوس نہیں ہوا اور نہ وہ جب چاہے تخلیق کے اس عمل کو روک کر سارے جذبوں کا اختتام کر سکتا ہے''۔

عمران خان سے پاکستانی قوم نے بہت محبت کی اور اس کا ثبوت پاکستان میں ہونے والے آخری جنرل الیکشن میں دیا۔اُس نے مشرف کی حمایت کی تو قوم نے اُسے معاف کر دیا۔اُس نے غلط ٹکٹیں تقسیم کیں تو معافی مانگ لی، اُس نے انٹر پارٹی الیکشن میں ہونے والی دھاندلیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا لیکن اپنے چہیتوں کو خوش کرنے کیلئے منہ بند رکھا، لیکن اب امریکہ سے ڈاکٹر نصر اللہ، محبوب اسلم اور

ڈاکٹر روبینہ آئے ہیں جنہوں نے عمران خان سے انہوں روپوں کا حساب مانگا ہے جو وہ امریکہ سے بھیجتے رہے ہیں۔اُن کا کہنا ہے کہ پاکستان توڑنے والے ایک جنرل عمر کا بیٹا اسد عمر، عمران کا اپنا کارندہ سیف نیازی ، پنجاب کا صدر اور سابق امیر جماعت اسلامی میاں طفیل محمد کا داماد اعجاز چوہدری اور ایک نامعلوم ملزمہ عندلیب عباس نے محنت کش اوورسیز کا روپیہ باپ کی کمائی سمجھ کر اڑادی ہے۔عمران خان، میاں محمد نواز شریف اور آصف علی زرداری پر الزام لگاتا ہے کہ اُن کا کاروبار کیا ہے اور اُن کے اخراجات کہاں سے پورے ہوتے ہیں؟ لیکن افسوس کہ عمران کو اپنے ارگرد پڑی غلاظت نظر نہیں آتی۔امریکہ سے آنے والوں نے ٹیک فورس (TAC FORCE) کے نام سے ایک پریشر گروپ کی بنیاد رکھی ہے جس میں وہ اپنا مقدمہ پاکستان تحریک انصاف کے دیانتدار ورکروں کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں۔یہ پروگرام 9 فروری کو ایوانِ اقبال لاہور میں ہورہا ہے، جس میں کارکنوں کی ایک بڑی تعداد متوقع ہے۔جس وقت میں یہ کالم لکھ رہا ہوں عمران خان ٹیک کے روح رواں محبوب اسلم سے بنی گالا میں مذاکرات کررہا ہے۔محبت ختم ہورہی ہے اور حساب کتاب شروع۔لیکن عمران خان کو حساب دینے کی عادت نہیں ویسے اُسے حساب لینے کی عادت بھی نہیں ورنہ آج پارٹی کی یہ صورت حال نہ ہوتی۔

عشق میں انسان جنونی ہوجاتا ہے، ہماری قوم میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جن میں جذبائیت اور جنونیت پائی جاتی ہے۔یہ وہ جذبہ ہے جس میں انسان اپنی جان دیتے اور کسی کی جان لیتے ہوئے دماغ سے پوچھنے کی صلاحیت سے محروم ہوجاتا ہے۔عشق ومحبت یک طرفہ ہو جاتے ہیں لیکن سیاست دوطرفہ عمل کا نام ہے۔اگر لیڈر اپنے ورکروں سے دور ہوجائے گا یا اپنے ورکروں کے جائز مطالبے کو بھی اپنی ذاتی دوستی یا پسند ناپسند کی عینک سے دیکھے گا تو لیڈر سے محبت اور جذبہ احتثام پزیر ہوجائے گا۔لیکن اب وہ لیڈر کہاں اور وہ ورکر بھی کہاں ' مجھے تو یوں محسوس ہورہا ہے کہ جناب مبارک احمد ناصر مرحوم اور اُن کی اہلیہ محترمہ آصفہ طلعت مرحومہ میرے وطن میں محبت کرنے والا آخری سرخرو جوڑا تھا۔محبت کی آخری کہانی تھی۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

08-02-2014.